خطبہ جمعہ

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی اور انسان ہو جس کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا اپنے تجربہ سے اتنا کامل یقین ہو جتنا مجھے ہے

میں تو آپ سب کے بارہ میں ہمیشہ پریشان رہتا ہوں۔ بیماری کی حالت میں بھی سب کے لئے دعائیں کرتا ہوں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ بتاریخ ۱۰؍ستمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۰؍تبوک ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

گزشتہ کچھ عرصہ سے میں مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے حاضر نہیں ہو سکا اس کی وجہ کچھ بیماریاں تھیں، ذہنی طور پر پریشانیاں تھیں جن کی وجہ سے دماغ میں ذرا وضاحت کے ساتھ بات کو بیان کرنا مشکل تھا۔ بہرحال ان پریشانیوں کی ایک بڑی وجہ تو گزشتہ سال کے جلسہ کی عظیم الشان کامیابی اور خدا کا بہت بڑا احسان تھا جس میں اس نے ہماری ایک خواہش کو پورا کر دیا کہ ہم ایک کروڑ ہو گئے۔ اس کے بعد کچھ تو ملاقاتوں کی وجہ سے ذہن کو پریشانی رہی کیونکہ اکیس ہزار مرد اور عورتیں سارے ملنے کے لئے آنا چاہتے تھے اور شاید دوستوں کو معلوم نہیں کہ جلسے سے بہت بڑھ کر، ساری تقاریر سے بڑھ کر ملاقاتوں کا بوجھ ہوتا ہے۔ اس میں اچھی خبریں سنانے والے بھی تھے اور بری خبریں سنانے والے بھی تھے۔ نہایت تکلیف دہ حالات بتانے والے بھی ہوتے تھے۔ ایسی عورتیں بھی تھیں جن کی زندگی غموں اور فکروں سے پاگل ہوئی ہوئی ہے۔ وہ سارے بوجھ وہ میرے ذہن پر خود بخود لادتے رہے اور بے انتہا پریشانی تھی۔

پھر اس کے علاوہ ان کے جانے کا وقت اور پھر اصرار کہ پھر دوبارہ ملیں گے، پھر ساتھ کھڑے ہو کر تصویریں کھنچوانا۔ اکیس ہزار آدمیوں سے اگر آپ مل کر دیکھیں تو میرا خیال ہے کہ عام انسان کا دماغ بھی کسی حد تک بھٹا ضرور جائے گا۔ اور ہر ایک شخص اپنے مسئلے کو میرا مسئلہ ہی سمجھتا ہے۔ اور یہ درست ہے کہ میرا مسئلہ اس کا مسئلہ، اس کا مسئلہ میرا مسئلہ۔ اور بعض دفعہ بعض ایسی راز کی باتیں بھی بیان کر دیتے ہیں جن کا بیان کرنا نہ عورت کے لئے مرد کے خلاف مناسب ہے، نہ مرد کے لئے عورت کے خلاف مناسب ہے اور یہ عادت بڑی خطرناک اعصاب شکن ثابت ہوتی ہے۔ تو یہ سارے بوجھ اکٹھے اور پھر اچانک خلا آیا۔ جلسے کے اتنے کاموں کے بعد جیسے اچانک وقت کا ایک خلا آ گیا اور اس کے نتیجے میں ذہن اس قسم کی سوچوں میں مبتلا ہو گیا، ایک چکر سا چل پڑا جس کے پیش نظر میں نے سمجھا کہ اب مناسب نہیں ہے کہ اس ذہنی کیفیت کے ساتھ جب دماغ باتوں میں الجھا ہوا ہو تو اس وقت میں نماز پڑھا سکوں۔ یہ مختصر بیماری کی تفصیل ہے۔

لیکن آج جمعة المبارک دسواں جمعة المبارک ہے جس کو ہم Friday the 10th کہتے ہیں اس لئے میری دعا تھی اللہ سے کہ آج Friday the 10th کو میں جماعت کو مایوس نہ کروں اور یہ Friday the 10th میری آئندہ صحت کا آغاز بن جائے۔ اسی پہلو سے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کے سامنے حاضر ہو گیا ہوں تا کہ آپ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیں کہ میں بالکل نارمل ہوں، میرے ہوش و حواس درست ہیں، میرے تمام قویٰ درست ہیں اور ہر بات جو کہہ رہا ہوں بڑے یقین کے ساتھ اور پورے اعتماد سے کہہ رہا ہوں۔ اس بیماری کے مختصر تعارف کے ساتھ میں آپ کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ۔ اس پہ جتنے بھی لوگ اپنے نفس پر غور کر کے دیکھیں گے انہیں غور کرتے وقت اندر سے کچھ نہ کچھ گناہ نظر آ جائیں گے اور ان گناہوں کو استغفار سے ڈھانپنا چاہئے۔ ان گناہوں کو اچھالنا نہیں چاہئے۔ خدا کے حضور عرض کرنا تو الگ بات ہے مگر اگر اچھال اچھال کر پیش کریں گے تو یہ بھی ایک بیماری کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ استغفار کریں، اپنے گناہوں اور کمزوریوں کو چھپائیں اور توکل رکھیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کچھ بخش سکتا ہے۔ نہ چاہے تو وہ مالک ہے کچھ بھی نہیں بخشے گا۔ لیکن اس کی بخشش کی کوئی اتھاہ نہیں ہے، کوئی کنارہ نہیں ہے، کوئی وسعت اس کی بخشش کو محیط نہیں کر سکتی۔

اس لئے جس کامل رسول نے خدا تعالیٰ کے متعلق یہ کامل یقین دیا ہے اس نے زندگی کو رہنے کے قابل بنا دیا ورنہ ہر شخص موت کے وقت جب اپنی پرانی باتوں کو سوچے اور گناہوں کو سوچے تو اس کو نجات کا کوئی رستہ نظر نہ آتا۔ صرف ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بڑے سے بڑے گناہگاروں کے لئے بھی مغفرت کے رستے کھولے ہیں اور بڑے سے بڑے نیکوکاروں کے لئے بھی تنبیہہ کی ہے کہ تم بھی جہنم میں جا سکتے ہو۔ نیکوکاروں کو اگر اپنی نیکی کا بہت ہی اعتماد ہو یا غرور ہو تو بسا اوقات وہ نیکی کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ بظاہر جنت کے قریب ہو جاتے ہیں مگر پھر کوئی ایسا اندرونی نقص سامنے آ جاتا ہے کہ وہ جنت کے دروازے پہ گویا قفل لگا دیتے ہیں۔ پھر وہ پیچھے ہٹنے لگ جاتے ہیں۔ بسا اوقات لوگ عمر بھر کی بدیاں کرتے ہیں یہاں تک کہ جہنم کے قریب پہنچ جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کے دل کی کسی نیکی کو قبول کرتے ہوئے انہیں جہنم سے دور کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی راہیں لامتناہی ہیں یہاں تک کہ ایک کنچنی کے متعلق بھی فرمایا ساری زندگی کنچنی رہی اور ایک پیاسے کتے کو کنویں کے کنارے پر دیکھا تو اپنا بوٹ اتار کر دوپٹے سے بوٹ باندھا اس میں سے پانی نکال کر اسے پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی بخش دیا۔ اب یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ وہ نکتہ نواز ہے۔ دل میں نیکی کا نکتہ ضرور قائم رکھنا چاہئے اور ایسے بخشش کے معاملات میں اکثر میں نے دیکھا ہے کہ جو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں مستعد ہو

اور دیانتداری سے خدمت کرتا ہو، یتامیٰ کی، غریبوں کی بسا اوقات ان کی بخشش کے رستے زیادہ نکلتے ہیں۔

یہ نصیحت آپ بھی بڑی اچھی طرح پلے باندھ لیں۔ اپنے نفس کی نیکی پر تکبر نہ کریں اور نیک ہوں بھی تو بعید نہیں کہ اندر کوئی بدی کا کیڑا جو تکبر کے رنگ میں پایا جاتا ہے وہ بڑھ کر پھیل جائے۔ تو اللہ سے معاملہ سادہ رکھیں۔ اور میں تو یہ دعا کرتا ہوں کہ کاش مجھے ایمان العجائز عطا ہوا ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایمان العجائز کے متعلق فرمایا ہے کہ ایسا ایمان جس میں بڑی بوڑھی شریف عورتیں، مرد بوڑھے کمزور سادہ ان کو مسائل کا کچھ بھی پتہ نہیں مگر ایمان ہے کہ وہ میخ کی طرح دل میں گڑا ہوا ہوتا ہے، ایک ذرہ بھی شک نہیں ہوتا۔ ساری زندگی وہ کسی ابتلا میں نہیں ڈالے جاتے۔ میرے نزدیک تو وہ سب سے خوش نصیب گروہ ہے جب بھی مرتا ہے ہدایت پہ مرتا ہے۔

دوسرے نیک لوگوں میں جو تفکرات کرنے والے ہیں ان کو یہ پریشانی بعض دفعہ لاحق ہو جاتی ہے اور بعض لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی کے ازل اور ابد کے چکر میں پڑ جاتے ہیں کہ کیا ہے اور کیسے ممکن ہے۔ مجھ سے بھی ایک سوال جواب کی مجلس میں کسی نے سوال کیا تھا۔ وہ بچہ تھا میں نے اس کو سمجھایا کہ توبہ کرو۔ کیونکہ خدا ہے یہ تو ایک قطعی بات ہے جس طرح یہ ساری کائنات ہے۔ میں اور تم ہم کوئی قطعی نہیں ہم بھی یونہی لغو ہو سکتے ہیں۔ یہ قطعیت ہے کہ خدا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ اس بات کو کوئی ٹال سکے، اللہ تعالیٰ یقینی ہے۔ اتنا کامل یقین خدا تعالیٰ کی ہستی کا میرے دل میں ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر آپ کو کہتا ہوں کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی اور انسان ہو جس کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا اپنے تجربے سے اتنا کامل یقین ہو جتنا مجھے ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں، کوئی تکبر نہیں، لازماً یہ بات سو فیصد درست ہے۔ پس اس کے باوجود اگر میں یہ سوچنے لگوں ازل اور ابد تو میرا دماغ بھنا جائے گا اور چونکہ اپنی بعض تحریرات میں اور سوال وجواب میں یہ مضمون چھیڑنا پڑتا ہے اس لئے یہ بھی ایک ذہنی پریشانی کا موجب بن جاتا ہے۔

جتنے بھی مجھ سے سوال جواب کے موقع پر دہریہ ملتے ہیں جب بھی وہ ازل اور ابد کا سوال اٹھاتے ہیں میں ان کو سائنسی جواب تو دیتا ہوں مگر یہ بتانا ضروری ہے کہ اگر وہ اس جواب کے چکر میں پھنس گئے تو اس سے ان کے ایمان کو ایک دھچکا لگے گا اور واقعہ یہ ہوگا کہ خدا ہے۔ تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان تک تو رہو مگر اس کی ہستی کی کنہہ نہ تلاش کرو۔ بالکل کوشش نہ کرو کہ اس کی ہستی کو سمجھ سکو۔ اس میں عیسائیوں کی طرح کی Mystery نہیں ہے کہ جس میں تضاد پایا جاتا ہے لیکن وہ ذات جس جیسا کوئی ہے ہی نہیں لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اس ذات کو مثالوں سے سمجھنا یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ہماری جتنی بھی مثالیں ہیں وہ انسانی سوچ کی مثالیں ہیں اور جو کسی مثال پر پورا ہی نہیں اترتا، اس کی مثال ہی الگ ہے۔ وہ اپنی مخلوق سے کسی پہلو سے بھی برابر نہیں ہو سکتا اس کے لئے مخلوق کا سمجھنا اتنا مشکل ہے اس سے بھی زیادہ مشکل ہے جتنا ایک کیڑا انسان کو سمجھنے کی کوشش کرے اور انسان نے جو ترقی کر لی ہے دنیا میں اس ساری ترقی کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ یہ اگر سوچے کہ ایک انسان کتنی تیز رفتار سے کہاں تک پہنچتا ہے، راکٹ کیسے بنائے ہیں کچھ پتہ نہیں چلے گا۔ صرف اتنا پتہ ہے کہ اس کے کُنْ میں ساری زندگی ہے۔ اس کے کُنْ سے فَيَكُوْنُ ہوتا ہے اور عالم وجود اس سے ہے اور وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ سے یہ اس کی فطرت، جذبہ کہ کائنات پھوٹتی رہے یہ دائمی ہے اس لئے اس کا ایک کنارہ آپ چھو نہیں سکتے کیونکہ دائمی صفت سے وہ جلوہ ظاہر ہوتا چلا جارہا ہے اور دائمی آئندہ بھی اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا۔

یہ نصیحت میں نے اپنی طرف سے محتاط الفاظ میں کی ہے کیونکہ یہ بیماری اکثر دانشوروں کو لگتی ہے اور جماعت میں بھی دانشور ہیں۔ میں ان کو اتنا نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے معاملے میں کامل یقین رکھیں اور یہ ایک ایسا یقین ہے جس میں ایک ادنیٰ بھی شک نہیں، میں کتنی دفعہ سمجھاؤں، کس دف سے منادی کروں کہ ہمارا ایک خدا ہے۔ یہ کائنات ناممکن ہے اس کے بغیر۔ پکڑتا بھی ہے اور معاف بھی کرتا ہے۔

تو یہ آج جمعۃ المبارک فرائیڈے دی ٹینتھ ہے اس کے لئے یہ میں نے مختصر خطبے کا مضمون چنا ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ میں تو آپ سب کے بارے میں ہمیشہ پریشان رہتا ہوں۔ بیماری کی حالت میں بھی سب کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ جس حد تک ممکن ہے یتیموں، غریبوں، بیواؤں، مسکینوں کی مدد کے لئے انتظام کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کیونکہ سب پیسہ جماعت ہی کا ہے لیکن وہ پیسہ جو جماعت مجھے دے دیتی ہے ذاتی طور پر وہ بھی اب تمام کا تمام میں غرباء کی خدمت میں ہی لگا دیتا ہوں تاکہ شاید اسی طرح میری بخشش کا سامان ہو۔ آپ بھی میرے لئے بھی دعا کیا کریں۔ اللہ حافظ و ناصر ہو۔

خطبہ ثانیہ کے بعد اقامۃ نماز سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج میں نے امام صاحب کو مقرر کیا ہوا ہے کہ وہ نماز جمعہ مختصر پڑھا دیں کیونکہ یہ خطبہ جو دیا ہے اس کا بھی ذہن پہ بوجھ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت بھی تھی اور ان آخری دنوں میں مجھے لطف آرہا ہے کہ وہ سنت پوری کرنے کی بھی توفیق مل رہی ہے کہ آپ کے لئے امام اور ہوتا تھا۔ بعض دفعہ خطبہ آپ دیتے تھے امام دوسرا امامت کراتا تھا تو آج اس سنت کا آغاز بھی کرتے ہیں اور امام صاحب انشاء اللہ اب نماز جمعہ پڑھائیں گے۔ تشریف لائیں۔

(چنانچہ حضور ایدہ اللہ کے ارشاد پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے محراب کے اندر حضور ایدہ اللہ کے بائیں طرف کھڑے ہو کر نماز جمعہ پڑھائی)